

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

مسلمانوں پر ایک نظر اور قلب پر تین اثر

عید الفطر کے مجمع سے خطاب

الحمد لله وكفى وسلا على عباده الذين اصطفى
اس وقت کہیں مسلمانوں کی سن کر، اور ایک جگہ ان کا کوئی مجمع دیکھ کر دل پر تین قسم کے نہایت مختلف اثر ہوتے ہیں۔
۱۔ مسرت ۲۰۔ حیرت ۳۔ حسرت

مسرت اس کی کہ الحمد للہ ایک وقت تھا کہ روئے زمین پر کلمہ گو انگلیوں پر گنے جاتے تھے اور یہ وہ تھے جو
ساری دنیا کی اصلاح کو نکلے تھے اور پوری امت کہلاتے ہیں۔

کنتم خير امتٍ اخرجت للناس
تم ہو بہتر سب امتوں سے جو بھی گئیں عالم میں
تامرون بالمعروف وتنهون
اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور برے کاموں سے
عن المنكر وتؤمنون بالله (آل عمران)
روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

اور جن کو قزہ بی زمانہ میں زمین کا نقشہ اور قوموں کی تقدیریں بدلتی تھیں۔ اور جنہوں نے اس تعداد پر خشکی اور تری
سے دشمنی مول لے لی تھی۔

مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے تین مرتبہ مسلمانوں کو شمار کیا گیا۔ پہلی مردم شماری میں مسلمانوں کی
تعداد ۵۰۰ دوسری میں ۶۰۰ اور ۷۰۰ کے درمیان تھی۔ اور تیسری مرتبہ شمار میں مسلمان ڈیڑھ ہزار تھے۔ تو پھر اس تعداد پر
مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اطمینان کی سانس لی۔ کہ اب ہم ڈیڑھ ہزار ہو گئے ہیں۔ اب ہمیں کیا ڈر ہے؟ ہم
نے تو وہ زمانہ دیکھا ہے جب ہم اکیلے نماز پڑھتے تھے اور پھر بھی ہر طرف سے دشمنوں کا لگا رہتا تھا۔

بہر حال شکر کا مقام ہے اور اللہ کا احسان ہے اور یہ احسان اس نے ایک جگہ جتایا ہے۔

واذكروا اذ انتم قليل مستضعفون
اور یاد کرو جس وقت تم تھوڑے تھے مغلوب
فی الارض تخافون ان يتخطفكم
پڑے ہوئے ملک میں ڈرتے تھے کہ اچک لیں تم

الناس فاواکروا یدکم بنصرہ ودرزقکم
من الطیبت لعلکم تشکرون
تم کو لوگ پھراس نے تم کو ٹھکانا دیا اور قوت دی
تم کو اپنی مدد سے اور عطا کیں تم کو پاک چیزیں
تاکہ تم بشکر کرو (الانفال ۲۶)

ایک نبی نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کا یہ احسان اس طرح یاد دلایا۔
واذکرا اذ کنتم قلیلاً
اور یاد کرو جب تم تھوڑے سے تھے تو تمہیں
فکثرکم
زیادہ کر دیا۔

آج صرف ایک جگہ اسلام کے مرکز سے ہزاروں میل دور مسلمان کہلانے والوں کی اتنی صورتیں نظر آسکتی ہیں جن سے
بہت کم کو دیکھنے کے لئے آنکھیں ہلکتی تھیں اور خواب میں بھی نظر نہیں آتی تھیں اور ان کے زرق برق لباس اور پیش
قیمت پوشاک کی وجہ سے نظر نہیں ٹھہرتی۔

ایک وہ وقت تھا کہ مکہ کا نازوں کا پلا میز زادہ مصعب بن عمیر کہ وہ جس وقت مکہ کی گلیوں میں نکلتا تھا تو دو
دوسو روپیہ سے کم کی پوشاک جسم پر نہ ہوتی تھی اور آگے پیچھے غلام ہوتے تھے۔ اور جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو بہت ہی محبت تھی۔ اور جس کے ہاتھ میں جنگ احد میں شہید ہوتا ہے تو اس کے
ترکے میں اور مسلمانوں کے پاس اتنا نہیں ہوتا کہ اس کو فراغت سے کہن دے نیکیں، صرف ایک کبل ہوتا ہے کہ جب اس سے سر
چھپاتے ہیں تو پیر کھل جاتے ہیں اور پیر چھپاتے ہیں تو سر کھل جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سر چھپاؤ
اور پیر پیر گھاس ڈال دو۔

حیرت۔ اور ایسی حیرت ہے کہ عقل کام نہیں کرتی اور سکتہ طاری ہو جاتا ہے کہ ان شتر بانوں اور خانہ بدوشوں کی گنا
کا پاپلٹ ہوئی کہ پاک چھپ کاتے ہی شتر بان سے جہاں باں بن گئے قیصر و کسریٰ کے تاج پیروں سے روندے زمین کا
جغرافیہ بدل دیا۔ دنیا کی تاریخ بدل دی۔ دنیا بدل دی۔ پھر دیکھتے دیکھتے ایسی کا پاپلٹ ہوئی کہ جہاں سے چلے تھے اس سے
بھی پیچھے ہٹ گئے وہ کیا چیز تھی جو آئی اور گئی حیرت اس کی ہے کہ جب وہ مٹھی بھر تھے، ایک گھر بھر بھی نہیں تھے
تو سحر و برہ چھائے ہوئے تھے۔ ہوا کی طرح کوئی جگہ ان سے غالی نہیں تھی اور جب مور و ملخ کی طرح ہونے تو ان کا نشان
نہیں ملتا۔ سب سے بڑھ کر حیرت اس کی ہے کہ وہ بھی زیادہ سے زیادہ مسلمان کہلاتے تھے اور یہ بھی کم سے کم مسلمان
کہلاتے ہیں۔ حیرت ہے کہ کیا یہ مجمع جو دنیا میں سب سے زیادہ بے فکر و مطمئن نظر آتا ہے۔ فکر و تردد اس سے کوسوں دور معلوم
معلوم ہوتا ہے جس کو بظاہر دنیا کے ہر کام سے فراغت ہو چکی ہے۔ یہی حقیقتاً دنیا کی سب سے بڑی گراں بار و ذمہ دار
اور مصروف قوم ہے جو روئے زمین سے برائی اور بد اخلاقی دور کرنے اور گناہ اور ظلم مٹانے کے لئے نیکی کی اشاعت
مظلوموں کی حمایت، امن کی حفاظت کے لئے بھیجی گئی ہے۔ کیا یہ اپنا کام ختم کر چکے۔ کیا دنیا سے برائیاں اور بد اخلاقی

دور ہو چکیں۔ کیا اب کسی پر اور خود اس پر ظلم نہیں ہوتا۔ کیا جن کے چہروں پر فاقہ نہ مسرت، لبوں پر کامرانی کی مسکراہٹ آنکھوں میں شادمانی کی چمک ہے۔ دنیا کی وہی سب سے بڑی مصیبت زدہ اور بد بخت قوم ہے جس پر روز بروز زمین ننگ ہوتی جا رہی ہے اور جس کے وہ ملک ہاتھ سے نکل گئے جو دل کے ٹکڑوں اور اولاد سے بڑھ کر تھے۔ جن کے ایک بالشت کی قیمت مسلمانوں نے خالداور ابوبکرؓ دیدہ۔ سعد و معاذؓ، طارق و محمد بن قاسم، نور الدین و صلاح الدین کی جان اور خون سے ادا کی تھی جن میں سے ہر ایک اس وقت کے کل مسلمانوں سے زیادہ قیمتی ہے۔

کاش کہ ان میں کا ایک ہی ہوتا۔ اور ان میں کا ایک بھی نہ ہوتا۔

کیا وہ یہی قوم ہے جن کی عورتیں، جن کی آبرو، جن کے نبی کا ناموس اور جن کے شعائر دینی کسی وقت محفوظ نہیں۔ اور جن کی زندگی اور موت جن کے قلب اور دماغ اور جن کی اولاد بھی دوسروں کے ہاتھوں میں رہ چکی ہو؟

کیا یہ وجہ ہم چہرے، یہ شاندار و باوقار صورتیں۔ یہ بارعب جسم وہی ہیں جو تجربہ کار دشمن و دوست کی نظر میں حقیر، بے وقار و بے رعب ہیں۔

واذا رايتهم تعجبك اجسامهم
وان يقولوا تسمع لقولهم
كانهم خشيت مسندة ط
يحبون كل صيحة عليهم
(المنافقون)

اور جب تم ان کو دیکھو گے ان کے جسم بڑے
بھلے معلوم ہوں گے اور جب یہ کچھ کہنے لگیں
گے تو تم کان لگا کر سننے لگو گے۔ لیکن ان کی
حقیقت کیا ہے گویا کہ یہ ٹیپا لگاتی ہوئی
لکڑیاں ہیں ہر ایک آواز کو اپنے خلاف ہی
سمجھتے ہیں۔

اور یہ جو کاندھے سے کاندھا ملاتے پہلو پہلو کھڑے ہیں۔ یہاں اور یہاں سے باہر عدالتوں میں اور عدالتوں سے
باہر دشمنوں کی طرح اڑ چکے ہیں اور لڑتے رہتے ہیں۔ یہ کاندھے سے کاندھا پہلو سے پہلو ملائے ہوئے ہیں لیکن ان کے
دل الگ الگ ہیں۔

تحسبهم جميعاً وقلوبهم شتى
(حشر ۱۴)

تم ان کو اکٹھا سمجھتے ہو حالانکہ ان کے دل
علیحدہ ہیں۔

کیا وہ قوم قیامت تک بھی مسرور و مطمئن ہو سکتی ہے جس کی تاریخ میں ایک مرتبہ بھی اسپین کا واقعہ ہو چکا
ہو اور جس کے بعض اور دوسرے ممالک بھی اسپین بن چکے ہیں۔

کیا وہ قوم اطمینان کی سانس لے سکتی ہے جو اپنے نبی کی وصیت اخروا الیہود والنصارى من جزیرۃ
الحرب یہودیوں اور عیسائیوں کو جزیرہ عرب سے نکال دو پوری نہ کر سکتی ہو۔

کیا وہ قوم جس کے اوقات و املاک مساجد اور مآثر و مشاہد خالق ہوں اور دوسری دینی اور قومی یادگاروں پر دوسروں کا قبضہ ہوا اپنے کو کچھ باختیار سمجھ سکتی ہے۔

حسرت - جتنا علم ہوتا جاتا ہے اتنے ہی آنکھوں سے پردے اٹھتے جلتے ہیں اور دل کی حالت بدلتی جاتی ہے اکثر اطمینان کی بجائے حیرت اور حسرت کے بجائے حسرت ہوتی ہے اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:

لَوْ عَلِمُونَ مَا أَعْلَمَ لَضُرَّ حُكْمُ قَلِيلًا

اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو تھوڑے

بے نیستے اور زیادہ روتے۔

آپ جب دیکھتے ہیں کہ ایک ضعیف پیر مرد کے جوان جوان توانا تندرست بیٹے اور پوتے ہیں تو آپ سمجھتے ہیں کہ یہ بڑاپے میں اس کا سہارا اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں ان کو دیکھ کر اس کا دل باغ باغ ہو جاتا ہوگا کہ جو باغ میں نے اپنے ہاتھ سے لگایا تھا وہ میری زندگی میں پھل پھول رہا ہے۔ ایسے اقبال مندر تھوڑے ہوتے ہیں۔ اس کی مٹی ٹھکانے لگے گی۔ مگر جب وہ پیر مرد ان کو دیکھتا ہے تو دل پکڑ کر رہ جاتا ہے کہ ان میں سے ایک بھی مرتے ہوئے میرے حلق میں پانی ٹپکانے کا روادار نہیں۔ وہ کہتا ہے کہ کاش یہ نہ ہوتے تو یہ حسرت تو نہ ہوتی کہ ہو کر کے بھی میرے نہیں۔

یہی حالت اس وقت ہماری ہے اسلام جب اپنی اولاد پر نظر ڈالتا ہے تو کہتا ہے۔ بہت ہیں اگر کام کے ہوتے تو ان سے بہت کم بھی کافی تھے۔ یہ سب میرے ہی نام سے پکارے جاتے ہیں اور میرے ہی کہلاتے ہیں۔ لیکن ان میں سے میرے کام کے تھوڑے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ عیب چھپے ہوئے ہیں۔ اگر پردہ اٹھ جائے تو آنکھیں دیکھیں کہ کمزوریوں کا، نقائص کا، عجیوب کا اور گناہوں کا بازار اور میلہ لگا ہوا ہے اور ان زرق برق لباسوں میں بہت جانور اور درندے ہیں۔

لیکن اگر ہماری آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے تو عالم الغیب تو دیکھ رہا ہے وہ صورتیں نہیں دیکھتا، نام نہیں پوچھتا۔ وہ دل اور عمل دیکھتا ہے۔

ان الله لا ينظر الى صوركم و اموالكم

ولكن ينظر الى قلوبكم و اعمالكم

وہ دیکھ رہا ہے کہ یہ انسان نہیں انسانوں کا کوڑا کرکٹ ہیں جن میں دانے اور کام کے موقی بہت تھوڑے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم پر قومیں اس طرح اکٹھا ہو جائیں گی جس طرح کھانے والے لکڑی پر لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ ہماری تعداد کم کی کی وجہ سے۔ فرمایا نہیں۔ تم بہت ہو گے لیکن تمہارا رعب ان کے دلوں سے اٹھ جائے گا۔ تم سیلاب کے کوڑے کرکٹ کی طرح ہو جاؤ گے۔

یہ تو اللہ دیکھتا ہے لیکن ہم جو کچھ دیکھتے ہیں وہ یہ ہے کہ:

۱۔ ان میں سے بیسیوں وہ لوگ ہیں جو کلمہ کے معنی نہیں جانتے اور شرک و توحید و رسالت کے متعلق سرے سے ان کا کوئی عقیدہ ہی نہیں۔ ایسے بھی ہیں جن کو کلمہ بھی یاد نہیں ایسے کثرت سے ہیں جن کے دل میں توحید پوری طرح سے نہیں اتری نہ شرک سے ان کو کوئی نفرت ہے ایسے بھی کچھ کم نہیں کہ قرآن مجید کے مطابق صریح شرک و ہمت پرستی میں مبتلا ہیں۔

۲۔ ایسے سینکڑوں ہیں جو اسلام کو بالکل نہیں سمجھتے نہ کبھی سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں ان کو اسلام یا اسلامی نام گھر کے سامان اور روایات کے ساتھ باپ دادا کے ترکہ میں ملا ہے اس کے متعلق ان کو اور کوئی علم نہیں وہ نہیں جانتے اللہ ان سے کیا چاہتا ہے۔ اسلام کے کیا حقوق اور شرائط ہیں۔ اسلام نے ان کی زندگی میں کوئی دستی فرق کیا یا نہیں۔

۳۔ ایسے بہت ہیں جن کی زندگی اور موت کسی طرح اسلامی نہیں اور ان کے رسم و رواج، شادی بیاہ، تہن و معاشرت، وضع قطع، نشست و برخاست، معاملات و تعلقات کسی سے بھی کوئی ان کو مسلمان نہیں سمجھ سکتا۔

۴۔ ایسے اکثر ہیں جو کسی معنی میں اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے مفید نہیں اور ان کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔

۵۔ ایسے بہت ہیں کہ ان سے اسلام کے نام اور اس کی شہرت و عزت و کامیابی کو نقصان پہنچ رہا ہے ان کو دیکھ کر اور ان کے ساتھ رہ کر لوگ اسلام سے بدعقیدہ اور کبھی مرتد ہو جاتے ہیں۔

۶۔ بہت سے ایسے ہیں جن کو اسلام کے خلاف اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے اسلامی شعائر اور مقامات مقدسہ کی بے حرمتی کے لئے مفت اور بہت تھوڑی قیمت پر ہر وقت استعمال کیا جاسکتا ہے۔

۷۔ ایسے بہت زیادہ ہیں جن کو اسلام کے ساتھ کوئی محبت و ہمدردی نہیں ان کو ان کی مشکلات و ضرورت کا کوئی غم نہیں وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ مسلمان کہاں کہاں بستے ہیں اور وہ ان کے لئے کیا کر سکتے ہیں۔

۸۔ ایسے بھی ہیں جو مسلمانوں کو حقیر سمجھتے ہیں مسلمان کہلانے سے شرماتے ہیں اور مذہب پر ہنستے ہیں۔

۹۔ ایسے بہت ہیں جو اپنی اور مسلمانوں کی حالت پر قانع ہیں انہیں اسلام اور مسلمانوں کی عزت اور ترقی دیکھنے کا کہیں کوئی شوق اور ارمان نہیں ہوتا اور نہ ذلت سے کوئی تکلیف ہوتی ہے ان کو یہ چیز کوئی غیر معمولی نہیں معلوم ہوتی۔ بہت ایسے ہیں کہ خود اپنی نظر میں ان کی کوئی عزت نہیں وہ اپنی قیمت نہیں جانتے۔ اپنی تاریخ اپنے ماضی اپنے اسلاف اور بزرگوں سے بالکل ناواقف ہیں۔ وہ کسی وقت ان پر فخر اور اپنے اسلام پر شکر نہیں کرتے اور نہ ان کو ان کی پیروی کا شوق اور نہ کھوئی ہوئی چیزوں کا افسوس۔ ان کے سامنے اسلام کا کوئی اصلی نمونہ اور اس کا کوئی بلند نمونہ نہیں اس لئے سمست دل اور مایوس ہیں۔

۱۰۔ اکثر ایسے ہیں جو غصہ دیکھا دیکھی اور رسمی مسلمان ہیں اس لئے نہ ان کو اسلام کا علم ہے اور نہ اس پر فخر و شکر ہے نہ اس میں ان کو کوئی لطف ہے اور نہ ان کے اخلاق و اعمال پر اس کا نور و برکت و اثر ہے۔
بتائیے کہ ایسے مجمع کو دیکھ کر کیا خوشی ہو حقیقت میں آج کل جہاں مسلمان جمع ہو جائیں وہاں عقائد و مذہب کا عجائب خانہ دینی اور روحانی امراض کا بیمار خانہ، عجیب کا بازار لگ جاتا ہے مگر ع
یہ رونے کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

حدیث۔ اب مسرت و حیرت و حسرت کے بعد عبرت ہی کا درجہ ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اس درجہ کو بھی طے کر لیں۔

ان فی ذلک لعبرة لاولی الابصار
آئیے ہم اپنا مقابلہ اسلام کے پہلے نمونوں سے کریں۔

۱۔ ہم لاتعداد ہیں اور زمین پر بھاری ہو رہے ہیں	۱۔ صحابہ گنتی کے تھے اور تمام دنیا پر بھاری تھے
۲۔ ہمیں غلاموں اور غلاموں کی غلامی بھی ہزار	۲۔ صحابہ بادشاہوں پر سلطنت کرتے تھے۔
وقت سے نصیب ہوتی ہے۔	۳۔ صحابہ کچھ نہ تھے اور سب کچھ ہو گئے
۳۔ ہم سب کچھ تھے اور کچھ نہ رہے۔	۴۔ صحابہ کی دنیا عورت اور اطمینان سے مبروتی تھی اور آخرت اس سے کہیں بہتر۔
۴۔ ہماری زندگی سخت ذلت و فکر و پریشانی سے	
گزرتی ہے اور آخرت کی بھی بظاہر امید چھپی نہیں	

اب ہمیں غور کرنا چاہئے کہ یہ کس چیز کی نحوست اور وہ کس چیز کی برکت تھی صحابہ کے پاس کونسا کیمیا کا نسخہ تھا کیا کرامت تھی۔ ان کی زندگی میں بیٹھے بیٹھے انقلاب ہو جس نے دنیا میں انقلاب کر دیا۔ ان کی پوری زندگی کا بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے سوا کوئی قابل ذکر غیر معمولی واقعہ نہیں ہوا کہ انہوں نے اپنی زندگی و موت، عقل و رائے، دل و دماغ مرضی و اختیار اور اپنی پوری مشین کی گنجی ایک ایسے انسان کے سپرد کر دی تھی جو معصوم تھا۔ خود دنیا کا سب سے بڑا حکیم تھا اور جو خدا کے مشورہ و حکم سے کام کرتا تھا جس سے غلطی ہونی ممکن نہیں اسی کی وحی سے بات کرتا تھا اسی کی روشنی میں چلتا تھا ان ہوا کا وحی یا وحی۔ رسول اپنی خواہش سے بات نہیں کرتا اس کی گفتگو محض وحی ہے جو بھیجی جاتی ہے وہی ان کو اٹھاتا تھا، بٹھاتا تھا چلاتا تھا۔ پھرتا تھا۔ جدا کرتا تھا ملاتا تھا۔

بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ ان کی
شرعیات کے قبضہ میں تھی باگ ان کی

(باقی ص ۳۵ پر ملاحظہ ہو)